Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities 424
Vol 4 (4) Oct-Dec, 2018 pp.424-443.
ISSN 2520-7113 (Print), ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com. Email:editor@gjmsweb.com
Impact Factor value = 4.739 (SJIF).
DOI: https://orcid.org/0000-0001-5767-6229

HISTORICAL BACKGROUND OF PRISONS AND SYSTEM OF PRISONS IN PAKISTAN

جیل خانہ جات کا تاریخی پس منظراور دور جدید میں پاکستان کا نظام جیل خانہ جات

حافظ محمد عدنان[1]، ڈاکٹر محمد صدیق سیالوی[2], پروفیسرڈاکٹر عبدالغفور اعوان[3]

ABSTRACT- *The objective of this research paper is to analyze the existing system of prisons in Pakistan in the light of historical perspective. The history reveals the fact that prisons were existing in different forms in different periods. There are also different types of prisons in Pakistan according to nature of crimes and terms of punishments. We suggest that proper arrangements may be made for moral and religious coaching of prisoners to change their minds and criminal habits.*

Key words: *Prisons, prisoners, punishments, crimes, types of prisons.*

Type of paper: ***Original Research paper***
Paper received: 14.07.2018
Paper accepted: 07.09.2018
Online published: 01.10.2018

---

1. M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Institute of Southern Punjab Multan. hafiz.muhammadadnan786@gmail.com. Cell #0923336291249
2. Head of Department, Department of Islamic Studies, Institute of Southern Punjab. Cell # +92302739082.
3. Dean, Institute of Southern Punjab, Multan. ghafoor70@yahoo.com.

. تعارف :

سزائے قید یہودیت میں:

یہودیت میں سزا کی جو مختلف نوعیتیں مروج تھیں ان میں قید بھی اہم سزا تھی ۔عہد نامہ قدیم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیت میں سزا کی غرض سے قید کرنا عام تھا یہاں تک کہ انبیاء علیہم السلام کو بھی قید سے سابقہ پیش آیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو پاکبازی کی سزا دینے کے لیے قید میں ڈالا گیا:

" یوسف علیہ السلام کے آقا نے اس کو قید خانہ میں جہاں بادشاہ کے قیدی تھےڈال دیا سو وہ وہاں قید خانہ میں رہا لیکن خداوند یوسف کے ساتھ تھا اس نے اس پر رحم کیا اور قید خانہ کے داروغہ نے سب قیدیوں کو جو قید میں تھے ،یوسف کے ہاتھ میں سونپا۔"[1]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف سزائے قید دی جاتی تھی بلکہ قید خانہ بھی موجود تھا ۔اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کے دور میں بھی قیدو بند کی سزا دی جاتی تھی اور حضرت یعقوب کے ذمہ جو کام تھے ان مین سے ایک اہم کام قیدیوں کو قید سے آزاد کرنا تھا۔

"خداوند نے تجھے (یعقوب)صداقت سے بلایا۔میں ہی تیرا ہاتھ پکڑوں گا اور لوگوں کے عہد اور قوموں کے نور کے لیے تجھے دونگا کہ تو اندھوں کی آنکھیں کھولے اور اسیروں کو قید سے نکالے اور ان کو جو اندھیرے میں بیٹھے ہیں قید خانہ سے چھڑائے۔"[2]

یہودی قانون میں مختلف جرائم کی سزائیں بیان کی گئی ہیں ان میں سزائے موت ،جلا وطنی،قید،مال کی ضبطیاور کوزوں کی سزائیں شامل ہیں۔ 485 ق م میں ایک جلا وطن گروہ کے ساتھ حضرت عزیر (عزرا)یہودیہ پہنچے اور شاہ ایران ارتخششتا نے ایک فرمان کی رو سے ان کو مجاز کیا کہ " جو کوئی تیرے خدا کی شریعت پر اور بادشاہ کے فرمان پر عمل نہ کرے اس کو بلا توقف قانونی سزا دی جائے خواہ موت یا جلا وطنی یا مال کی ضبطی کی یا قید کی۔"[3]

سزائے قید عیسائیت میں:

عیسائیت کی تاریخ میں سزائے قید کا ذکر ملتا ہے بلکہ حضرت عیسٰی کو بھی قید میں ڈالا گیا ۔حضرت عیسٰی کے حواریوں یہوداہ اسکریوتی نے ان کو گرفتار کروایا:

"اس وقت ان بارہ میں سے ایک نے جس کا نام اسکریوتی تھا سردار کاہنوں کے پاس جا کر کہا کہ اگر میں اسے گرفتار کرادوں تو مجھے کیا دو گے ،انہوں نے چاندی کے 30 سکے تول کر دے دیے۔"[4]

حضرت عیسٰی قید میں تھے جب لوگوں سے پوچھا گیا کہ برابا نامی ڈاکو کو رہا کیا جائے یا حضرت عیسٰی کو تو انہوں نے برابا ڈاکو کو چھوڑنے کا کہا: " حاکم کا دستور تھا کہ عید پر لوگوں کی خاطر ایک قیدی جسے وہ چاہتے تھے چھور دیتا تھا اس وقت برابا نام ایک مشہور قیدی تھا۔۔ حاکم نے ان سے کہا کہ ان دونوں میں سے کس کو چاہتے ہو کہ تمہاری خاطر چھوڑ دوں (برابا کو یا یسوع)؟ انہوں نے کہا برابا کو۔" [5]

حاکم نے اپنی محبوبہ کے کہنے پر حضرت یحیٰی علیہ السلام کو قید خانہ میں ڈالا اور بعد میں سر قلم کر کے محبوبہ کو پیش کیا۔" ہیرو دیس نے اپنے آدمی کو بھیج کر یوحنا کو پکڑاوادیا اور اپنے بھائی فلپس کی بیوی ہیرو دیس کے سبب اسے قید خانہ میں باندھ رکھا تھا کیونکہ اس ہیر و دیس نے اسے بیاہ کر لیا تھا۔"[6]

اس کے بعد حضرت عیسٰی کے حواری پطرس کو بھی قید کیا گیا : "جب (ہیرو دیس نے) دیکھا کہ یہ بات یہودیوں کو پسند آئی تو پطرس کو بھی گرفتار کر لیا اور نگہبانی کے لیے چار چار سپاہیوں کے چار پہروں میں رکھا اس ارادہ سے کہ صبح کے بعد اس کو لوگوں کے سامنے پیش کرے ۔پس قید خانہ میں تو پطرس کی نگہبانی ہو رہی تھی مگر کلیسیا اس کے لیے بدل و جان خدا سے دعاکر رہی تھی۔"[7]

پولس کو جو پہلے یہودی تھا بعد میں عیسائیت کا پر چارک بنا، بھی گرفتار کیا گیا،" اس پر پلٹن کے سردار نے نزدیک آکر اسے(پولس کو) گرفتار کیا اور دو زنجیروں سے باندھنے کا حکم دیا ۔"[8]

اس سے پہلے پولس خود بھی عیسائیوں کو قید میں ڈال کر موت کے گھاٹ اتارتا رہا " (پولس نے کہا) میں یہودی ہوں اور کلکیہ کے شہر ترسس میں پیدا ہوا ، مگر میری تربیت اس شہر میں گملی ایل کے قدموں میں ہوئی اور میں نے باپ دادا کی شریعت کی خاص پابندی کی تعلیم پائی اور خدا کی راہ میں ایسا سر گرم تھا جیسے تم سب آج کے دن ہو ، چنانچہ میں نے مردوں اور عورتوں کو باندھ باندھ کر اور قید خانہ میں ڈال کر مسیحی طریق والوں کو یہاں تک ستایا کہ مروا بھی ڈالا۔"[9]

اس دور میں کچھ متعین جرائم تھے جن کی سزا قید تھی ۔ جیسا کہ سردار کلودیس لو سیاس نے فلیکس کو پو لس کے بارے میں لکھا کہ"معلوم ہوا کہ وہ اپنی شریعت کے مسئلوں کی بابت اس (پولس) پر نالش کرتے ہیں لیکن اس پر ایسا الزام نہیں لگایا گیا کہ قتل یا قید کے لائق ہو۔"[10]

ہندوتہذیب اور سزائے قید

ہندوؤں کے ہاں جرم کی نوعیت کے مطابق سزا دی جاتی تھی ۔اقرار کر لینے کی صورت میں مجرم کی سزا میں کمی کر دی جاتی تھی ۔ فوجداری مقدمات میں جو سزائیں عام طور پر رائج تھیں ان میں میخیں گاڑنا،ہاتھی سے کچل دینا اور بیل کی ٹانگ سے باندھ دینا شامل تھیں ۔ دیوانی مقدمات میں جرمانے اور جائیداد کی ضبطی وغیرہ کی سزائیں دی جاتی تھیں۔[11]

منو شاستر کی رو سے جرائم کبیرہ مثلاً قتل عمد، یا زنا وغیرہ کی سزا ضبطی جائیداد ، ملک بدر کرنا یا موت تھی ۔ چوری کی سزائیں پانچ قسم کی ہیں ۔ پہلی دفعہ زبانی سزا دے یعنی تم نے اچھا کام نہیں کیا، پھر ایسا کام نہ کرنا ، دوبارہ جھڑکے اور لعنت کر کے اس کام سے ہٹا دے اگر سہ بارہ کرے تو جرمانے کی سزا دے ، اگر اس پر نہ مانے تو قید اور جسم کے کسی عضو کو کاٹنے کی سزا دے۔[12]

اگر ویش محفوظ برہمنی سے جماع کرے تو اسے ایک سال تک جیل میں قید کر دیا جاتا تھا اور اس کا سب مال چھین لیا جاتا تھا۔ [13]جبرو تشدد کے ذریعے جانداروں کو تکلیف پہنچانے کی سزا قید یا قطع اعضاء ہو سکتی ہے ۔ [14]منو شاستر میں جنگی قوانین کے حوالے سے بیان ہوا ہے کہ ایسے اشخاص جو لڑائی میں براہ راست ملوث نہ ہوں انہیں پکڑ کر قید خانے میں ڈالا جائے اور ان کی خوراک اور پو شاک کا مکمل انتظام کر نا چاہیے ، جب امن ہو جائے تو با عزت رہا کر دیا جائے اور جن اشخاص سے مستقبل میں مزاحمت کا اندیشہ ہوا نہیں جس دوام کی سزا دینی چاہیے ۔ شکست خوردہ راجا ہاتھ آئے تو اس کے مرتبے کا خیال رکھتے ہوئے قید کر دیا جائے۔[15]

رومی قانون اور سزا ئے قید

قدیم رومی قانون میں جیل ایسی جگی تھیں جہاں پر عام طور پر جرمانے کی ادائیگی کرنے یا سزا پر عمل در آمد تک مجرموں کو بند کیا جاتا تھا اور اس کا مقصد سزا کے طور پر قید کرنا نہیں ہوتا تھا یہ کوئی مستقل سزا نہ تھی۔[16]

اگر چہ آزادی سے محرومی بذات خود سزا ہے جیسا کہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکامیں ہے:

"After 2000 years we are coming back to old Roman definition of prison. "prison will be primarily for safe custody and there will be no penal infliction is, after all, only and beyond deprivation of liberty which greatly punished.[17]

دو ہزار سال بعد ہم قید خانے کی اسی تعریف کی طرف واپس آرہے ہیں جو قدیم رومیوں کے ہاں تھی کہ قید خانہ صرف محفوظ تحویل کے لیے ہو گا اور آزادی سے محروم کرنے کے سوا کوئی تعزیری سزا نہیں دی جائے گی جو کہ آخر کار بہت بڑی سزا ہے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ قدیم رومیوں کے ہاں قید کی صورت میں موجود تھی لیکن یہ سزا کے طور پر نہیں بلکہ سزا کے نفا ذ مین تاخیر کی بنا پر دی جاتی تھی۔

سزائے قید عہدِ نبوی ﷺ:

اہل علم کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ رسول اللہﷺ کے دور میں کسی کو قید میں رکھا گیا یا نہیں ؟ بعض علماء کہتے ہیں کہ رسول اللہﷺ کے زمانہ میں نہ کوئی قید خانہ تھا اور نہ ہی کسی کو قید میں رکھا گیا ۔ امام ابن حزم کہتے ہیں :

"ما کان لرسول اللہﷺسحن قط"[18]

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کوئی قید خانہ نہیں تھا۔

جبکہ دوسرے گروہ کا کہنا ہے کہ رسول اللہﷺ نے ایک شخص کو قتل کے الزام میں مدینہ میں نظر بند کیا تھا:

" عن بھز بن حکىم عن ابىه عن جده ان النبى حبس رجلا فى تھمة"[19]

بھز بن حکیم نے اپنے باپ سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کیا کہ نبی ﷺ ایک شخص کو ایک الزام میں قید کیا تھا۔ نبیﷺ نے قرض ادا نہ کرنے والے کو بھی قید کیا ، عمر بن الشرید اپنے باپ سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: **لی الواجد ىحل عرضه وعقوبته قال ابن المبارك: تحل عرَضه ىغلظله وعقوبته ىجبس له**[20]

مالدار،قرضدار کا ٹال مٹول کرنا اس کی عزت اور سزا کو جائز بنا دیتا ہے ۔ابن المبارک نے کہا کہ اس کی عرض حلال سے ہونے سے مراد اس کی تذلیل کرنا اور اس کی سزا قید کیا جانا ہے۔

ہرماس بن حبیب اپنے باپ سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں :

اتیت النبیﷺبغریم لی فقال لی الزمه، ثم قال یا اخابنی تمیم ما ترید ان تفعل یا سیرک؟[21]

"میں نبیﷺ کے پاس اپنے قرض دار کو لایا تو آپ نے فرمایا اسے پابند کر لو ، پھر آپ نے فرمایا،اے بنو تمیم کے بھائی تو اپنے قیدی کے ساتھ کیا کرنا چاہتا ہے یعنی تو اسے قید میں رکھ کے کیا کرے گا(اسے چھوڑ دے)۔"

نبیﷺ نے قتل کرنے والے کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

عن اسماعیل بن امىة قال "اقتلوا القاتل واصبروا الصابر"قال ابو عبید:قوله اصبروا الصابر یعنی احبسوا الذی حبسه"[22]

اسماعیل بن امیۃ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا قاتل کو قتل کرو اور پکڑنے والے کو پکڑو ،ابو عبید نے کہا ہے کہ آپﷺ کے ارشاد اصبر والصابر سے مراد ہے کہ پکڑنے والے کو قید میں کیا جائے۔

مزید ابن عمر سے روایت ہے،نبی ﷺ نے فرمایا: **"اذا مسک الرجل الرجل وقتله الآخر، یقتل الذی قتله ویحبس الذی امسک۔"**[23]

جب کوئی شخص کسی شخص کو پکڑے اور دوسرا اسے قتل کر دے تو قتل کرنے والے کو قتل کیا جائے اور پکڑنے والے کو قید کیا جائے۔

یہ بات تو ثابت شدہ ہے کہ رسول اللہﷺ کے دور میں قید خانہ موجود تھا ۔مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ نبی کریمﷺ نے کسی کو قید نہیں کیا ۔ بلکہ نبی کریمﷺ نے مختلف مقدمات میں ملزموں کو حوالات میں بھی رکھا ۔ نیز دورِ نبوی ﷺ میں استیثاقی قید بھی موجود ہے جیسا کہ قرض کی ادائیگی پر مجبور کرنے کے لیے قید کیا گیابعض افراد کا کہنا ہے کہ نبیﷺ کے عہد میں قید کو سزا کے طور پر دینے کا تصور نہیں ملتا۔آپ نے صرف فیصلہ تک ملزم کو قید رکھا۔ آپ نے سزا کے طور پر کسی کو قید نہیں کیا ،درست نہیں کیونکہ آپ نے اپنے غلام کو جان بوجھ کر قتل کرنے والے اور قتل میں مدد کرنے والے کو قید کی سزا دی۔

عہد صدیقی میں سزائے قید

حضرت ابو بکر صدیق کے دور خلافت میں جیل خانہ موجود تھا مگر مختلف جرائم میں قید کی سزا دی جاتی تھی ، اگر کوئی شخص اپنے غلام کو قتل کر دیتا تو حضرت ابو بکر اسے قید کر دیتے تھے۔

عبداللہ ن عمرو سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ابو بکر اور عمر کسی شخص کو اپنے غلام کے قتل کے بدلے میں قتل نہیں کرتے تھے ، وہ دونوں اسے سو کوڑے لگاتے اور ایک سال کے لیے قید کر دیتے اور ایک سال کے لیے مسلمانوں کو ملنے والا وظیفہ روک لیتے اگر اس نے قتل جان بوجھ کر کیا تھا۔[24]

حضرت ابو بکر قرضدار کو قید میں رکھتے ہوئے ،اگر وہ تنگ دست ہوتا تو اس سے حلف لیتے کہ اس کے پاس مال نہیں ہے ،جس سے وہ قرض چکائے اور اگر مال پایا جاتا تو اس میں سے ادا کرواتے بعد میں اسے چھوڑ دیتے ۔[25]

ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق مجرموں کو مارتے اور علاقہ سے نکال دیتے تھے۔[26]

" عن صفىة لبنت ابى عبد ان رجلا وقع على جارىة بكر فاجلها فاعترف ولم ىكن احصن فامر به ابو بكر فجلده ما ئة ثم نفى."[27]

صفیہ بنت ابی عبیس سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک کنواری لونڈی سے زنا کیا اور وہ حاملہ ہو گئی اس نے اعتراف کر لیا وہ شادی شدہ نہ تھا ، ابو بکر نے سو کوڑے مارنے کا حکم دیا پھر علاقہ سے نکال دیا۔

قید بھی جلا وطنی کی ایک صورت ہے جس میں کسی شخص کو اس کے گھر بار اور وطن سے نکال کر دوسری جگہ مقید کیا جاتا ہے ۔اگر کوئی شخص دو دفعہ سزا بھگتنے کے بعد پھر بھی چوری کرتا تو اس کے بارے میں ابو بکر کا حکم تھا کہ اسے قید میں ڈال دیا جائے۔[28]

2. عہد فاروقی میں سزائے قید

عہد نبویﷺ اور صدیقی میں باقاعدہ جیل یا قید خانہ موجود نہ تھاحضرت عمر نے مکہ مین ایک مکان خرید کر قید خانہ بنایا۔

"اشتری نافع بن عبدالحرث دار اللسجن بمکة من صفوان بن امىة على ان عمران رضى فالبیع بیعه وان لم یرض عمر فلصفوان اربعمائة وسجن ابن زبیر بمکة"[29]

نافع بن عبدالحرث نے مکہ میں صفوان بن امیہ سے جیل کے لیے ایک مکان خریدا اس شرط پر خریدا کہ اگر عمر راضی ہوئے تو یہ بیع ان کی ہو گی اور اگر راضی نہ ہوئے تو صفوان کو چار سو (درہم) دیے جائیں گے اور ابن زبیر کا قید خانہ مکہ میں تھا۔حضرت عمر نے حطیئہ نامی شاعر کو ھجو کرنے پر قید میں ڈالا ۔جب زبرقان نے حطیئہ کی شکایت حضرت عمر سے کی اور اس کے شعر سنائے تو عمر نے اس سے کہا کہ مجھے تو نہیں لگتا کہ اس نے تیری ھجو کی ہے پھر حسان بن ثابت کی طرف بھیج کر ان کی رائے پوچھی تو انہوں نے کہا :

"لم یھجه ولکن سلح علیه ؟ فحبسه عمر و قال : یا خبث لا شغلنک عن اعراض المسلمین"[30]

اس نے اس پر ھجو نہیں کی بلکہ اس پر حملہ کیا ہے پھر، حضرت عمر نے اسے قید کر دیا اور کہا کہ اے خبیث ہم تجھ سے مسلمانوں کی عزتوں کو ضرور بچائیں گے۔

اغانی میں آیا ہے کہ حضرت عمر نے اس کو کنوئیں میں قید کر دیا۔[31] حضرت عمر نے بیت المال کی نقلی مہر بنانے پر قید کی سزا دی: **"ان معن بن زائدةعمل خاتما على نقش خاتم بیت المال ، ثم جاء به صاحب بیت المال ، فاخذ منه مالا، فبلغ عمر فضر به مائة وحبسه"**[32]

معن بن زائدة نے بیت المال کی نقلی مہر بنائی بیت المال کے ذمہ دار نے اسے پکڑا اور اس سے مال نکلوایا ،پھر عمر کے پاس بھیج دیا، آپ نے اسے سو کوڑے لگائے اور قید کر دیا۔

حضرت عمر جھوٹے کو قید کی سزا دیتے تھے:

"عن عبدالله بن عامر قال اتی عمر بشاھد زور فوقفه للناس یوما الى اللیل یقول ھذا فلان یشھد بزور فاعرفوه ثم حبسه۔[33]

عبدالله بن عامر سے روایت ہے انہوں نے کہا جھوٹے گواہ کو عمر کے پاس لایا گیا تو آپ ﷺ نے سارا دن رات تک اسے لو گوں کے درمیان کھڑا رکھا اور کہتے یہ فلاں ہے جو جھوٹی گواہی دیتا ہے تاکہ لوگ اسے جان لیں ، پھر آپ نے اسے قید کر دیا۔

"عن مکحول ان عمر بن خطاب کتب الى عماله فى کور الشام فى شاھدالزور ان یجلد اربعین ویحلق راسه ویسخم وجھه ویطاف به ویطال حبسه۔"[34]

مکحول سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب نے شام کی چھاؤنیوں میں اپنے عمال کو جھوٹے گواہ کے بارے میں لکھا کہ اسے چالیس کوڑے مارے جائیں اور سر مونڈھ کر اور چہرہ کالا کر کے گھمایا جائے اور لمبی قید میں رکھا جائے۔

حضرت عمر ایسے شخص کو جو اپنے غلام کو جان بوجھ کر قتل کر دے ،سو کوڑے لگاتے اور قید کردیتے تھے۔[35]حضرت عمر جو چور تیسری بار چوری کرتا اسے قید میں ڈال دیتے:

" عب عبدالرحمان بن عاءذالازدی عن عمر انۃ اتی برجل قد سرق ، یقال لہ سدوم ،فقطعہ ثم اتی بہ الثالثۃ فقطعہ ثم اتی بہ الثالثۃ ، فاراد ان یقطعہ ،فقال لہ علی لا تفعل ،انما علیہ یدو رجل ولکن احبسہ"[36]

عبدالرحمان بن عائذ الازدی حضرت عمر کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص چوری کرنے پر ان کے پاس لایا گیا ۔جسے سدوم کہا جاتا تھا ،تو آپ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا ،پھر دوسری مرتبہ سے لایا گیا آپ نے اس کا پاؤں کاٹ دیا ۔جب تیسری مرتبہ لایا گیا تو اس کا دوسرا ہاتھ بھی کاٹ دینا چاہتے تھے تو ان سے علی نے کہا ایسا نہ کیجیئے آپ صرف ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کاٹ سکتے ہیں مگر آپ اسے قید کر دیجیئے ۔اگر قاتل کو مقتول کے وارث معاف بھی کر دیں تو حضرت عمر کی رائے میں قاتل کو قید کیا جا سکتا ہے۔ابن رشد فرماتے ہیں :

" واختلفوا فی القاتل عمدا یعفی عنہ ھل یبقی للسلطان فیہ حق ام لا فقال مالک واللیث انہ یجلد مائۃ ویسجن سنۃ وبہ قال اھل المدینۃوروی ذلک عن عمر۔" [37]

جان بوجھ کر قتل کرنے والے جس کو معاف کر دیا گیا ہو،کے معاملے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے کہ کیا حاکم کے پاس اس کے بارے میں کوئی اختیار باقی رہ جاتا ہے کہ نہیں، امام مالک اور لیث نے کہا کہ اسے سو کوڑے لگائے اور ایک سال قید میں رکھے ، اہل مدینہ نے یہی کہا ہے اور عمر سے بھی یہ روایت کیا گیا ہے۔

3-دور عثمانی میں سزائے قید:

حضرت عثمان کے بارے میں بیان کیا گیا کہ انہوں نے ایک شخص ضابی کو قید کیا۔ابن قتیبہ ذکر کرتے ہیں۔

ھو ضابی بن الحارث ارطاۃ من بنی غالب بن حنظلۃ ، من البراجم وکان استعار کلبا من بعض بنی جرول بن فھشل ، فطال مکثہ عندہ ، فطلبوہ فامتنع علیھم ،فعرضوا لہ فاخذوہ منہ فغضب ورمی امھم بالکلب ...... فاستعدو ا علیہ عثمان بن عفان ، فحبسہ ولم یزل فی حبس عثمان الی ان مات"[38]

وہ براجم میں سے بھی غالب بن حنظلۃ سے تعلق رکھنے والا ضابی بن حارث بن ارطاۃ تھا جس نے بنی جدول بن فھشل میں سے کسی سے کتا مستعار لیا تو اس کے پاس کافی گزر گئی ، جب انہوں نے واپس مانگا تو وہ دینے سے رک گیا انہوں نے زبردستی اس سے لے لیا اس بنا پر وہ ناراض ہو گیا اور ان کی ماں کو کتے کے ساتھ مہتم کر دیا ،انہوں نے عثمان کے پاس دعوٰی کیا تو انہوں نے اس کو قید کر دیا اور وہ عثمان کی قید میں رہا جب تک اسے موت نہ آئی ۔حضرت عثمان حج اور عمرہ کی اکٹھی نیت پر ایک شخص کو قید کر دیا تھا ۔

" عن عبدالعزیز عن ابیہ ان عثمان بن عفان سمع رجلا یھل بعمرۃ وحج فقال: علی بالمھل فضربہ و حلقہ"[39]

عبدالعزیز اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ عثمان بن عفان نے ایک شخص کو عمرہ اور حج کے لیے نیت کرتے ہوئے سناتو اس نے کہا میرے اوپر ایسے نیت کرنا فرض ہے، تو آپ نے اسے دُرّےلگائے اور قید کیا۔

4. سیدنا علی کے دور میں قید

اگر کوئی غلام اپنے آقا کے حکم سے کسی شخص کو قتل کر دیتا تو حضرت علی غلام کو جیل میں ڈال دیتے

" عن خلاس ان علی ن ابی طالب قال: اذا امرا الرجل عبده ان یقتل رجلا فقتله فهو کسیفه وسوطه ، اما السید فیقتل ،وامالعبد فیستودع فی السجن".[40]

خلاس سے روایت ہے کہ علی بن ابی طالب نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے غلام کو کسی شخص کے قتل کرنے کا حکم دے اور وہ اسے قتل کر دے تو غلام اسکی تلوار یا ڈنڈے کی طرح ہے ۔آقا قتل کیا جائے گا اور غلام کو جیل میں ڈالا جائے گا ۔

کسی کے حق کی ادائیگی پر مجبور کرنے کے لیے حضرت علی قید کر دیتے تھے حضرت علی قرض کی ادائیگی کے لیے بھی قید کر دیتے تھے ،جابر نے کہا **:" کان علی یحبس فی الدین"** [41] علی قرض کی وجہ سے قید کیا کرتے تھے۔

قید کرنے کا مقصد صرف قرضدار کا حال معلوم کرنا ہوتا تھا ، اگر اس کا حال معلوم ہو تو ایسی صورت میں حضرت علی اسے قید کرنا درست خیال نہیں کرتے تھے۔

"عن محمد بن علی بن الحسین قال: قال علی بن ابی طالب : حبس الرجل فی السجن بعد ما یعرف ما علیه من الدین ظلم"[42]

محمد بن علی حسین سے روایت ہے ،انہوں نے کہا علی بن ابی طالب نے فرمایا کسی شخص کو یہ جاننے کے بعد کہ اس پر کتنا قرض ہے،قید مین ڈالنا ظلم ہے۔

ایلاء کی صورت میں چار ماہ گزرنے پر علی آدمی کو قید کر دیتے تھے کہ یا رجوع کرے یا طلاق دے

"عن مجاهد عن علی قال: اذا مضت الاربعة فانه یحبس حتی یفنی او بطلق"[43]

مجاہد سے حضرت علی سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایاجب چار (ماہ) گزر جائیں تو اسے رجوع کرنے تک یا طلاق دینے تک قید میں رکھا جائے۔

اگر ایک شخص کسی کو پکڑے اور دوسرا قتل کر دے تو علی پکڑنے والے کو موت تک قید کی سزا دیتے:

عن الشعبی عن علی فی رجل قتل رجلا وحبسه آخر قال: یقتل القاتل ویحبس الاخر فی السجن حتی یموت"[44]

شعبی سے روایت ہے کہ حضرت علی نے ایسے شخص کے بارے میں جس نے ایک شخص کو قتل کیا جبکہ دوسرے نے اسے پکڑرکھا ہو فرمایا قاتل ، قتل کیا جائے گا اور دوسرا مرنے تک جیل میں قید کیا جائے گا۔

تیسری مرتبہ چوری کرنے والے کو قید میں ڈال دیتے تھے :

عن الشعبی قال: کان علی لا یقطع الا الید والرجل وان سرق بعد ذلک سجن ونکل وکان یقل : انی لا استحی اللہ الا ادع یدا یاکل بھا ویستنجی۔[45]

شعبی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا حضرت علی ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کے علاوہ نہیں کاٹتے تھے اگر اس کے بعد بھی چوری کرتے تو اسے قید کر دیتے اور کہا کرتے مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ میں اس کا ایک ہاتھ بھی نہ چھوڑوں جس سے وہ کھائے اور استنجاء کرے ۔

تاریخی حقائق اس طرف اشارہ کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق کے عہد تک باقاعدہ جیل موجود نہ تھی ،حضرت عمر پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے باقاعدہ قید خانہ بنوایا ۔ان کے عہد سے پہلے قید خانہ کی بہت زیادہ ضرورت بھی نہ تھی ۔ریاست بہت چھوٹی تھی اور جرائم بھی کم تھے تو مکان وغیرہ میں مقید کر دیا جاتا تھا ۔دور فاروقی میں سلطنت کی وسعت اور جرائم میں زیادتی اس امر کی متقاضی تھی کہ باقاعدہ قید خانوں کا نظام وضع کیا جائے۔

حضرت ابو بکر صدیق نے غلام کو قتل کرنے ،قرض کی ادائیگی نہ کرنے ،زنا اور دو دفعہ سزا بھگتنے کے بعد پھر چوری کرنے پر قید کی سزا دی ۔اسی طرح حضرت عمر نے ہجو کرنے ،نقلی مہر بنانے ،جھوٹی گواہی دینے ،اپنے غلام کو قتل کرنے اور تیسری مرتبہ چوری کرنے پر قید کی سزا دی۔

حضرت عمر ورثاء کے معاف کرنے کے باوجود قاتل کو قید کی سزا دیتے ،مرتد کو مور کی سزا دینے سے پہلے توبہ کی مہلت دینے کے لیے قید کرتے ۔حضرت عمر کے ہاں ملزم کی حوالاتی قید کا ذکر بھی ملتا ہے۔

حضرت عثمان نے شعر میں دوسرے کو مہتم کرنے پر شاعر کو اور حج اور عمرہ کی اکٹھی نیت کرنے پر ایک شخص کو قید کیا ۔حضرت علی آقا کے حکم میں قتل کرنے والے غلام اور قتل میں مدد دینے والے کو قید کر دیتے ۔کسی فرد سے حق دلوانے کے لیے قید کر دیتے ،ایلا ء کے چار ماہ گزرنے پر رجوع کرنے یا طلاق دینے پر مجبور کرنے کے لیے قید کر دیتے ۔تیسری مرتبہ چوری کرنے پر چور کو قید میں ڈال دیتے ،اس کے علاوہ حضرت علی کے حالات میں حوالاتی قید کا بھی ذکر ملتا ہے۔

5۔سزائے قید بنو امیہ کے دور میں

خلفائے راشدین کے دور میں قید کی سزا وسعت اختیار کر چکی تھی اسکے بعد کے دور میں سزائے قید زیادہ عام ہو گئی ۔عہد بنو امیہ میں قید خانے تعمیر کیے گئے ۔اس کے علاوہ مکہ میں عبداللہ بن زبیر کا قید خانہ تھا۔[46]

مسلمانوں نے جن علاقوں کو فتح کیا ان علاقوں کے سابقہ حکمرانوں کے محلوں اور قلعوں کی طرح ان کی جیلوں سے بھی استفادہ کیا۔جیسا کہ تذکرہ ملتا ہے کہ اکاسرہ کی جیل معاویہ بن ابی سفیان کے دور تک قائم رہی۔[47]

بنو امیہ کے عہد حکومت میں بڑے پیمانے پر سزائے قید حکومت کے مخالفین یا حکم نہ ماننے والوں کو دبانے کے لیے استعمال کی گئیں ۔ خراسان کے حاکم نصر بن یسار میں یوسف بن عمر کے حکم پر یحیٰی بن زید بن علی کو گرفتار کر کے مرو میں قید کر دیا۔ [48]

امویوں نے جیلوں کی تعمیر کو وسعت دی کیونکہ قیدیوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا تھا۔حجاج نے متعدد جیلیں بنوائیں اور ان کے مختلف نام رکھے ۔بعض نام ان کے وقوع کی جگہ کی مناسبت سے رکھے ۔جیسے سجن لعلع،لعلع بصرہ اور کوفہ کے درمیان ایک جگہ تھی جہاں حجاج نے جیل بنوائی اور بعض کے نام ان کی صفت کی بنیاد پر رکھے۔مثلاً سجن الدیما س اس کا نام دیماس اس کے اندھیرے ہونے کی وجہ سے رکھا ۔حجاج نے بعض قدیم قلعوں کو جیل قرار دیا ۔مثلاًابرز کا قلعہ [49]

عہدبنو امیہ میں مخالفین کو بڑے پیمانے پر قید کیا گیا ۔حجاج کی ابن الاشعت سے دشمنی تھی کیونکہ ابن الاشعت نے حجاج کا رتبیل کے ملک میں لشکر داخل کرنے کا حکم نہیں مانا تھا ۔اس کے نتیجے میں بغاوت سی کی کیفیت رونما ہو گئی۔لوگوں نے حجاج کی بجائے ابن الاشعت کی بیعت کر لی۔ 83 ھ کے آغاز میں حجاج نے ابن الاشعت کی فوج پر قابو پا لیا اور اس کے ہزار وں افراد کو قید کر دیا ان میں سے اکثر بعد میں قتل کر دیئے گئے۔[50]

کوفہ کے مشہور قاضی شریح کہا کرتے تھے کہ ہمارا اختیار تو اتنا ہے کہ ہم تمہارے درمیان فیصلہ کر دیں تو جو فیصلہ تسلیم کرے تو اچھا ہے ،اور جو نہ کرے تو اسےقید خانے بھیج دینے کا حکم دیتے ہیں، یہاں تک کہ وہ ہمارے فیصلے کو قبول کر لے۔[51]

مدینہ کے قاضی محمد بن عمران طلحی نے ایک شخص کو توہین عدالت پر قید کی سزا دی :

سلیمان بن ابی شیخ نے کہا محمد بن عمران کے پاس ایک شخص آیا اور کسی امر پر بات کی، اس شخص نے کہا کہ اگر کسی کو خچر کے قدموں میں کھڑا کر دیا جائے اور خچرآگے سے بندھا ہو تو وہ اسے کیسے کھولے گا؟ابن عمران نے کہا تو مجھ سے ٹھٹھہ کرتا ہے ، اے فلاں اسے جیل لے جا۔[52]سلیمان بن عبدالملک کے گورنریزید بن مہلب قتیبہ بن مسلم کے قاتل وکیع بن سود کو پکڑ کر سزا دی اور قید کر دیا۔[53]عمر بن عبدالعزیز نے سرکاری بیت المال میں جمع نہ کروانے پر یزید بن مہلب کو جیل بھیجنے کا حکم دیا۔[54]

مندرجہ بالا بحث سے ظاہر ہوتا ہے ، بنو امیہ کے دور میں قیدو بند نے خاصی وسعت اختیار کی۔اور اس کا سب سے زیادہ استعمال مخالفین اور باغیوں کو دبانے اور انکی شورشوں سے نپٹنے کے لیے کیا گیا۔اس کے علاوہ مختلف جرائم مثلا قتل،چوری،غبن اور توہین عدالت کے ارتکاب پر سزائے قید دی گئی ۔ اس

کے علاوہ حوالاتی قید کا تصور بھی ملتا ہے ۔غرض عدالتوں نے پہلے ادوار کی نسبت مجرموں کو قید کی سزا زیادہ دی۔

6. عہد عباسی میں سزائے قید

عباسی عہد میں بھی قید کی سزا جرائم کے سلسلے میں دی جانے والی سزاؤں میں ایک اہم سزا تھی۔ اس غرض کے لیے عباسیوں نے بہت سے قید خانے بنوا رکھے تھے۔ان میں زمین دوز قید خانے بھی تھے۔[55]
حکومت کے مخالفین اور باغیوں کو اکثر قید کی سزا سے دو چار ہونا پڑا:

عبداللہ بن علی نے اپنے بھتیجے ابو جعفر منصور کے خلاف بغاوت کی تو منصور نے عبداللہ بن علی کو بنی اسامہ کے گھر قید کر دیا اور وہ سات سال قید خانے میں رہ کر مر گیا ۔ [56]ابو جعفر منصور عبداللہ بن محمد بن حسن بن علی بن ابی طالب کے متعلق وہم میں مبتلا ہو گیا کہ وہ اس کے خلاف بغاوت کریں گے ۔ منصور نے عبداللہ اور اس کے خاندان کو قید کر دیا اور ان کو مدینہ سے عراق کے قید خانے میں بیڑیاں ڈال کر منتقل کیا گیا اور ہاشمیہ میں قید کر دیا گیا۔[57]

یحیٰی بن عبداللہ نے عباسیوں کے خلاف خروج کیا ،ہارون الرشید نے صلح کرنے کے بعد ان کی غیر معمولی مقبولیت اور علویوں کی دوبارہ شورش سے خائف ہو کر انہیں جیل میں ڈال دیا اور جیل میں ہی اس کا انتقال ہوا۔[58]

حکمرانوں کی ناراضگی بھی قید کا ایک بہت بڑا سبب تھی۔منصور جب مدینہ میں اپنے نائب حسب بن یزید حسن سے ناراض ہوا تو اسے مار ا اور قید کر دیا۔ [59]مہدی نے موسیٰ کاظم کو بغداد میں قید کر دیا۔[60]

حج کے زمانہ میں ہارون الرشید رسول اللہﷺ کے روضہ اطہر پر سلام کرنے آیا تو موسٰی کاظم بن جعفر صادق بھی ساتھ تھے ہارون نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ یا ابن عم تو موسٰی نے کہا السلام علیک یا ابت ھارون نے کہا اے ابو الحسین یہ فخر کی بات ہے۔ پھر ہمیشہ یہ بات اس کے دل میں کھٹکتی رہی حتٰی کہ 169ھ میں موسیٰ کو لمبے عرصے کے لیے قید کر دیا۔[61]ٹیکس کی عدم ادائیگی پر قید کی سزا دی جاتی تھی۔ہارون الرشید نے ایک شخص کو مامور کیا کہ جو ٹیکس کی ادائیگی نہ کرے اسے مارے اور قید کرے ۔[62] قرض کی ادائیگی پر بھیجیل میں ڈال دیا جاتا تھا ۔صفی الدین عبدالمومن بن یوسف بن فاخر جو علم موسیقی پر معروف ترین عرب مصنفوں میں سے تھا کہا کہ آخری عباسی خلیفہ کے دور میں محض تین سو دینار کے قرض کی وجہ سے زنداں میں ڈال دیا گیا۔[63]

جھوٹی گواہی کی سزا یہ تھی کہ لمبے عرصے کے لیے قید کر دیا جاتا علی بن مسھر سے روایت ہے کہ جب مجھے قاضی مقرر کرتے ہوئے مہدی نے کہا جھوٹی گواہی کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟میں نے کہا:

اے امیر المومنین اس میں سے بہت سے قول ہیں شریح کا قول ہے کہ اسے علاقے میں لایا جائے،پھر علاقہ والوں کو آگاہ کیا جائے کہ یہ ہے جس نے جھوٹی گواہی دی ہے تاکہ وہ اسے پہچان لیں ۔عمر بن

خطاب کا قول ہے کہ اسے چالیس کوڑے لگائے جائیں اس کا سر مونڈھ دیا جائے ،اس کا چہرہ سیاہ کیا جائے اور اسے چکر لگوایا جائے اور لمبے عرصے کے لیے قید کر دیا جائے، اس پر اس نے کہا عمر کے قول کو پکڑ لو۔[64]

عباسی دور میں قیدو بند کے سلسلے نے اور بھی زیادہ وسعت اختیار کی۔اس دور میں جتنے نئے شہر آباد کیے گئے ،جہاں محل اور دوسری عمارتیں بنائی جاتیں وہاں قید خانے بھی تعمیر کیے گئے۔مثلا انہوں نے ہاشمیہ ،بغداد اور سامراء آباد کیے تو وہاں جیلیں بھی تعمیر کیں۔[65]

عرب میں دو طرح کی جیلیں تھیں ایک سطحی اور دوسری جوفی۔ سطحی جیلیں زمین کے اوپر اور جوفی جیلیں زیر زمین تعمیر کی جاتیں ۔ سطحی جیلوں کی مثالیں ،یمامہ ،نجران یا مکہ کی جیلیں ہیں جبکہ جوفی جیلیں تہہ خانوں یا کنوؤں کی شکل میں بنائی جاتیں مثلاً حجاج کی دیماس والی جیل جو اندھیری ہونے کی وجہ سے مشہور تھیں۔[66]

دور جدید میں قید کی مختلف صورتیں

قدیم زمانے میں جرم سے نجات پانے کا طریقہ یہ تھا کہ مجرموں سے نجات حاصل کی جائے نہ کہ جدید دور کی طرح مجرموں کی اصلاح کی جاتی اور مجرم بننے سے روکنے کے لیے اقدامات کیے جاتے ۔اس زمانے میں جرم کو روکنے کے لیے مندرجہ ذیل طریقے استعمال کیے جاتے ہیں۔ (1) ۔ سزائے موت (2) ۔ رسوا کرنا (3)۔ کوڑے(4)۔تاوان(5) ۔ جرمانہ(6)۔جلا وطنی

یہودیوں ، یونانیوں،رومیوں اور جرمنوں کے ہاں یہ ایک اہم اور مفید سزا تھی کہ متاثرہ فریق کو تاوان ادا کیا جائے۔ بعد میں جاگیر داروں اور مڈل ایج کے چرچ نے اسے قید ،جسمانی تشدد ،رسوائی اور موت میں تبدیل کر دیا۔[67] پرانے رومی قانون میں جیل ایسی جگہ تھی جس میں عبوری طور پرلوگ کو مقید کیا جاتا تھا۔ مجرموں کو سزا دینے کی جگہ نہیں تھی۔ Castle Keepیا Dungeon of the Lords کوعام طور پر ایسی جگہ کے لیے استعمال کیا جاتا جہاں پر ایسے لوگوں کو رکھا جاتا جو جرمانہ ادا کرنے یا سزا پر عملدرآمد کا انتظار کر رہے ہوتے ۔[68]

موجودہ جیل کا آغاز سب سے پہلے 1166ء میں ہوا جب شاہ ہنری دوم نے انگلستان میں جیلیں بنانے کا حکم دیا جن میں مقدمات کے منتظرافراد کو رکھا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ غنڈوں، بھکاریوں اور قرض نا دہندگان کو بھی رکھا جاتا تھا۔ پہلی حقیقی جیلیں نصف سولہویں اور سترہویں صدی میں تعمیر کی گیئں۔ یہ ورک ہاؤسز یا اصلاحی مقامات (House of Correction)تھے[69]جنہیں 1576ء ایکٹ کے تحت قائم کیا گیا ۔ ان کو 1552ء میں لندن میں قائم ہونے والے "Bride Well"کی طرز پر بنایا گیا۔ ان کا مقصد عادی بھکاریوں ،بیروزگاروں اور آوارہ لوگوں کو تنخواہ پر جبری ملازمت دینا تھا۔

جیلوں کا نظام جیسا کہ ہمیں آج کل میں سمجھ آتا ہے اٹھارویں صدی کے اختتام پر وجود میں نہ آیا تھا اگر چہ منفرد تجربے یورپ کے مختلف حصوں میں کیے گئے ۔مثلاً 1593ء میں پرو

ٹیسٹنس(Protestants) نے ایمسٹرڈیم میں عورتوں کے لیے جیل بنائی جس کا مقصد کام اور مذہبی اثرات کے ذریعے ان کی اخلاقی اصلاح کرنا تھا،پتہ چلتا ہے کہ اس طرح کے تجربے"جرمنی" اور "ہیسنٹک ٹاؤن" میں بھی کیے گئے۔

1703ء میں کلیمنٹ گیارہویں نے نوجوان مجرموں کے لیے روم میں سینٹ مائیکل کی مشہور جیل تعمیر کی۔ 1778ء میں Prison Act پاس کیا گیا جو انگلستان کے جیل کے نظام کا آغاز تھا ۔مشقت، اخلاقی اور مذہبی تعلیم کے ساتھ قید تنہائی ،قید کی شرط تھی۔[70] چارلس دوم کے دور میں کچھ وجوہات نے جلا وطنی کے نظام کی طرف راغب کیا ۔ ایسے مجرم جن کی سزا ئے موت میں کمی کر دی جاتی ،کو امریکی کا لونیوں میں براہ راست جلا وطنی کی سزا پانے والوں کے ساتھ بھیج دیا جاتا تھایہ نظام 1776ء میں امریکی کا لونیوں کے ہاتھ سے نکلنے تک جاری رہا ،جب بحری جہاز جنہیں ہلکس (Hulks) کہا جاتا ہے وجود میں آئے ، اگلا مرحلہ وہ آیا جب ایسی جیلیں وجود میں آئیں جن میں مجرموں کو قید تنہائی میں رکھا جاتاصبح و شام وہ تنہائی میں ہوتے جبکہ کام اور کھانے میں اکٹھے ہوتے [71]یہ آغاز انیسویں صدی کی بات ہے کہ امریکہ نے جیل کے نظام کی مشکلات کے حل کے لیے یہ قرار دیا کہ ان کو قید تنہائی میں رکھا جائے جو تنبیہی بھی ہے اور اصلاحی بھی نتیجاً انگلستان نے 1839ء میں ایک ایکٹ پاس کیا جس کے تحت قید تنہائی والی جیلیں وجود میں آئیں ۔پہلی جیل 1842ء میں وجود میں آئی جس میں 18 سے 35 سال کے مجرموں پر تجربہ کیا گیا ۔ جنہیں جلا وطنی کی سزا دی گئی تھی ۔قید تنہائی کا عرصہ اٹھارہ ،ماہ تھا اور مکمل تنہائی میں رکھا جاتا تھا حتٰی کہ چہروں کو بھی چھپا کر رکھتے کہ پہچانے نہ جائیں۔

اس زمانے میں انگریزی نظام کی دو بنیادی خصوصیات تھیں:

1-قیدتنہائی

2. سخت مشقت

1876ءمیں نیو یارک میں نوجوان بالغ پہلی مرتبہ جرم کے مرتکب افراد کے لیے ایک نئی قسم کی جیل قائم کی گئی۔ یہ جیل اس اصول پر چلائی گئی کہ کسی کو سزا دینے سے بہتر ہے کہ اس کی اصلاح کی جائے اس لیے اس کو "Reformatory" کہا جاتا تھا ۔[72]

1908ء میں جرائم کی روک تھام کا قانون The Prevention of Crime Act پاس کیا گیا، اس قانون نے دو بڑے نتائج حاصل کیے

1. بورسٹل نظام کا قیام

2. احتیاطی نظر بندی(Prevention Detention) کا نظام جس کے ذریعے معاشرے کو خطرناک اور عادی مجرموں سے محفوظ رکھا جا سکے ۔ایسے مجرموں جن کی عمر سولہ سے اکیس سال کے درمیان ہو اور عدالت مطمئن ہو کہ مجرم میں جرم کی عادت یا وابستگی ثابت ہو گئی ہےتو عدالت کو اختیار دیا

گیا ہے کہ وہ اسے تین سال کے لیے بورسٹل ادارے میں نظر بند کردے۔ اس کا نام بورسٹل نامی گاؤں سے لیا گیا جہاں پہلا تجربہ کیا گیا۔[73]

جدید جیلوں کی انواع

1۔ مقامی جیلیں(Local Prisons)

یہ جیلیں 1878ء کے ایکٹ کے تحت وجود میں آئیں جن میں ان افراد کو رکھا جاتا جن کو دو سال تک سزا ہوئی ہو۔

2۔ مجرموں کی بستیاں(Convict Settlements)

سب سے پہلے پینل سرو یچیو ڈایکٹ 1853ء کے تحت بر طانیہ میں متعارف کروائی گئیں۔یہ ایسے مجرموں کے لیے ہیں جنہیں تین سال سے عمر قید تک کی سزا ہوئی ہو۔

3۔ احتیاطی نظر بندی کی جیلیں(Prevention Detention prisons)

یہ جیلیں جرائم کی روک تھام کا قانون 1908ء کے تحت قائم ہوئیں ایسے مجرموں کے لیے جن کو تین سال سے زائد سزا ہوئی اور ان کا عادی مجرم ہونا ثابت ہو گیا ہو۔

4۔ عادی نشہ ءی مجرموں کی جیلیں (Criminal Inebriate Prisons)

کریمنل ان ایبریٹ ایکٹ 1898ء کے تحت ایسے عادی نشئی لوگوں کے لیے بنائی گئیں جو جرائم میں ملوث ہوں ان میں ان کو لمبی سزا کے لیے بھیجا جاتا ہے۔

5۔ پاگل مجرموں کی جیلیں(Criminal Lunatic Prisons)

یہ ایسی جیلیں ہیں جہاں ایسے مجرم رکھے جاتے ہیں جو جرم کے ارتکاب کے وقت یا مقدمے کے دوران یا جیل میں پاگل ہو جائیں

6۔ بورسٹل ادارے(Borstal Institutions)

یہ ادارے جرائم کی روک تھام کا قانون 1908ء کے تحت ایسے افراد کے کے لیے قائم کیے گئے جن کی عمریں سولہ سال سے تیئس سال کے درمیان ہوں۔

7۔ اصلاحی جیلیں(Reformatories)

ایسے لڑکے اور لڑکیوں کے لیے جن کی عمر سولہ سال سے کم ہو اور ان پر جرم ثابت ہو جائے اور انہیں تین سے پانچ سال تک نظر بند کیا جائے۔

جدید جیلوں کی تقسیم(Classification)

پاکستانی جیل قوانین کے مطابق جیلوں کی چار اقسام ہیں:

1۔مرکزی جیلیں(Central Prisons)

2۔خصوصی جیلیں (Special Prisons)

3۔ضلعی جیلیں(District Prisons)

4۔ سب جیلیں (Sub Prisons)

1۔مرکزی جیلیں

ہر ڈویژن میں ایک مرکزی جیل کا ہونا ضروری ہے جس کی ایک ہزار سے زائد قیدیوں کی گنجائش ہو۔

2. خصوصی جیلیں

خواتین کی جیلیں ،بورسٹل ادارے اور جو ینائل تربیتی مراکز خصوصی جیلیں کہلاتی ہیں۔

3۔ضلعی جیلیں

مرکزی اور خصوصی جیلوں کے علاوہ تمام جیلیں ضلعی جیلیں کہلاتی ہیں۔ ضلعی جیلوں کے تین درجات ہیں۔درجہ اول کی جیل وہ ہے جس میں 500 سے زائد ایسے قیدیوں کی گنجائش ہو جن کو پانچ سال تک کی سزا ہوئی ہو۔درجہ دوم کی جیل وہ ہے جس میں 300 سے 5 00 تک قیدیوں کی گنجائش ہو جن کو تین سال تک کی سزا ہوئی ہو ۔درجہ سوم کی جیل وہ ہے جس میں 300 سے کم قیدیوں کی گنجائش ہو جنکو ایک سال تک سزا ہوئی ہے۔

4. سب جیل

اس سے مراد وہ جگہ ہے جسے صوبائی حکومت عارضی طور پر خصوصی احکام کے تحت قیدیوں کو مقید کرنے کے لیے متعین کرے۔[74]

موجودہ دور میں قید سب سے زیادہ دی جانے والی سزاہے بلکہ قید کے علاوہ دوسری تمام سزاؤں کا تناسب قید کی نسبت نہ ہونے کے برابر رہ جاتا ہے۔جیلوں میں ملزموں کی تعداد مجرموں سے زیادہ ہو گئی ہے اس کے علاوہ نظر بندی کا اطلاق بھی وسیع پیمانے پر ہوا ہے۔ آج کل جیسے ہر جگہ مثلا ریلوے سٹیشن ،بازار ،لاری اڈے ،ہسپتال وغیرہ رش ہے،اسی طرح جیلیں بھی بھری پڑی ہیں ابلی پڑی ہیں۔

خلاصہ بحث:

جیل اور قید و بند کا نظام دور قدیم سے رائج ہے ۔ہر مذہب اور ہر دور میں لوگوں کو مختلف جرائم سرزد ہونے پر جیل یا قید کی سزا کا تصور موجود رہا ہے ۔ درج بالا تحقیق میں قیدوبند کے نظام پر ہر دور سے جائزہ لیا گیا ہے اور اس نظام کا تصور اور اس میں تبدیلی ہر دور کے لحاظ سے تفصیلا پیش کی گئی ہے۔ اور اس میں قبل از اسلام جیل کا تصور کیا تھا جیسا کہ دور یہود اور دور عیسائیت میں جیل خانہ جات کا نظام کیا تھا اس پر بحث کی گئی پھر اس کے بعد بعد از اسلام جیل کا تصور کیا تھا اس کے بارے میں احادیث نبویہ اور خلافت راشدہ ست تاریخی معلومات کو مفصل بیان کیا گیا ہے ۔ بعد ازاں دور جدید میں پاکستان میں رائج جیل خانہ جات کا نظام کیا ہے اور اس میں کتنی قسم کی جیلیں موجود ہیں اور ان جیلوں میں کس قسم کے قیدیوں کو رکھا جاتا ہے یہ تمام تفصیلات اس تحقیق میں بیان کی گئی ہیں۔

References

[1] - پیدائش، باب:39، آیت:2022

[2] یسعیاہ، باب:42، آیت:7،6

[3] سورۃ بنی اسرائیل 6:17

[4] احبار، باب:24، آیت:11-12

[5] گنتی، باب:15، آیت:32:35

[6] متی، باب:26، آیت:14-15

[7] متی، باب:27، آیت:17،16-21

[8] مرقس، باب:6، آیت:17

[9] اعمال، باب:12، آیت:3-5

[10] اعمال، باب:23، آیت:29

[11] اعمال، باب:20، آیت:6

[12] Peaker's commentary on the Bible 794a, P. 911

[13] Giblon, Early Days of Christianity, Vol.11, 16, P.988

[14] متی، باب:5، آیت:17

[15] J. Duncan M Derett , Religion , Law and the state in India, Fabre and Faber, London, 168, P.213-214

[16] گستاؤلی یان، تمدن ھند (ترجمہ سید علی بلگرامی) مقبول اکیڈمی لاہور، ص، 280 اور عبد القیوم جالندھری، منو کا قانون، سید محبوب عالم، لاہور، 1968، ص:49

[17] منو کا قانون، ص:47

[18] Encyclopedia Britannica, Vol: 18, P-518[18]

[19] Encyclopedia of Religion and Ethics, New York,1930, Vol: Vii, p .814James Hastings,

[20] Encyclopedia of Religion and Ethics, Vol. vii. 815

[21] Encyclopedia of Religion and Ethics, Vol. vii P .817

[22] المحلی 8 129-

[23] ابو داؤد، سلیمان بن اشعت السجستانی، سنن ابی داؤد، کتاب الاقضیۃ، باب فی الحبس فی الدین وغیرہ، دارالجیل بیروت، 3-313

---

[24] محولہ بالا

[25] محولہ بالا

[26] سنن البیہقی8-51اور عبد الرزاق، ابو بکر بن ہمام، المصنف9-481

[27] العسقلانی، ابن حجر، بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام قدیمی کتب خانہ، کراچی، ص:353

[28] سنن البیہقی10-276

[29] المغنی،10-343

[30] سنن البیہقی،10-141

[31] سنن البیہقی،10-146اور مصنف عبد الرزاق8-326

[32] مصنف عبد الزاق9-407

[33] مصنف عبد الرزاق،9-491

[34] علی المتقی، علاء الدین بن حسام الدین الھندی، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، موسستہ الرسالۃ، بیروت،5-15

[35] الترمذی ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح، مصطفیٰ البانی الحلبیو اولادہ بمصر،1962ء،40-44اور المحلی11-183

[36] المحلی11-184

[37] ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم، کتاب الخراج، ادارۃ القرآنو العلوم الاسلامیۃ کراتشی،1987ء، ص،174

[38] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الخصومات، باب الربط والحبس فی الرحم، دار الفکر بیروت،1981ء،2-19،اور المحلی8-71

[39] ابن قتیبہ، ابو محمد عبد اللہ بن مسلم، الشعر والشعراء، دار الثقافۃ بیروت،1964ء،1-245

[40] ابن واصل الحموی، تجرید الاغانی، مطبعۃ مصر شرکۃ مساھمۃ1955ء،1-233

[41] المغنی،10-343

[42] سنن البیہقی،10-141

[43] سنن البیہقی،10-146اور مصنف عبد الرزاق8-326

[44] مصنف عبد الرزاق9-407

[45] المحلی11-355اور مصنفعبد الرزاق10-186

[46] بدایۃ المجتہد2-396

[47] الشعر والشعراء1-267-268

[48] المحلی7-107

[49] المحلی10-508

---

[50] مصنف عبدالرزاق،10-186

[51] الجامع الصحیح للبخاری،2-91

[52] یاقوت الحموی، شہاب الدین ابی عبداللہ بن عبداللہ، معجم البلدان، دار صادر بیروت،3-174

[53] اردو دائرۃ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب لاہور،1989ء،23-282

[54] معجم البلدان2-5،544-349،اور مجلہ تحقیق، کلیہ علوم اسلامیہ و ادبیات شرقیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور،1982ء، ص:136

[55] اردو دائرۃ معارف اسلامیہ12-140،141

[56] وکیع، محمد بن حلف بن حیان، اخبار القضاۃ، عالم الکتب، بیروت،2-229

[57] اخبار القضاۃ1-190،191

[58] البدایہ والنہایۃ،9-252

[59] البدایہ والنہایۃ،9-671

[60] البدایہ والنہایۃ،10-578

[61] اخبار القضاۃ،3-219-220

[62] معجم البلدان،3-174،5-389

[63] البلاذری، احمد بن یحییٰ بن جابر، فتوح البلدان، مکتبۃ النہضۃ المصریۃ القاہرۃ۔2-432،3-510، معجم البلدان2-544،5-270اور الشعراء والشعراء،1-270

[64]Encyclopedia of Religion and Ethics, New York,1930, Vol. X. P.339

[65]Encyclopedia Britannica, Vol: 18, P.514

[66]Compton's Pictured Encyclopedia, Chicago, U.S.A.1950. Vol:11, P.505 c

[67]Encyclopedia Britannica, Vol: 18, P.514

[68]Encyclopedia of Religion and Ethics

[69]Encyclopedia Britannica, Vol: 18, P.515

[70]Compton's Pictured Encyclopedia, Vol:11, P.505 d.

[71]Encyclopedia of Religion and Ethics, Vol .X, p.340

[72]Encyclopedia of Religion and Ethics, New York,1930, Vol: Vii, p .814James Hastings,

Encyclopedia of Religion and Ethics, vol. viip. 815[73]

[74] IBID.

Bibliography

Allah Bachaya Riaz, Abdul Ghafoor Awan (2018) Causes of intolerance and need of patience in the light of Quran-o-Sunnah, *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol 4* (2):196-222.

Amjad Ali, Awan, Abdul Ghafoor (2017). Comparative study of Khutbat-e- Madaras and Muhazirat-e-Seerat, *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol 3* (3): 153-189.

Awan, Abdul Ghafoor, Imran Ansari (2017). Specific study of Essays relating to Hazrat Jabir Bin Abdullah, *Global Journal of Management, Social Science and Humanities, Vol.3* (3):39-56.

Awan, Abdul Ghafoor, Jamil Ahmad (2017). Concept of Spiritualism of Peer Syed Ghulam Naseeruddin Naseer Gilani of Golara Sharif, *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol 3* (3):14-35.

Javeria Tehseen, Awan, Abdul Ghafoor (2017). Critical analysis of the literature relating to three divorces in one sitting, *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol .3* (3):71-84

Munawar, Syed Ali Shah, Awan, Abdul Ghafoor (2017). Importance of the study of "Seerat" in Text books of Public Educational Institutions of Punjab, *Global Journal Management, Social Sciences and Humanities, Vol.3* (4):230-51

Misbah Tehseen, Awan, Abdul Ghafoor (2017). Benefits of Marriage Life in Islam in the light of "Bahara-e-Shariat" and "Bahashti-i-Zaver", Global *Journal of Management, Social Sciencces and Humanities, Vol 3* (3):106- 135.

Shakeela Naz, Awan, Abdul Ghafoor (2018) Analysis of the research papers of monthly magazine "Burhan-i-Dehli" on the Biographies of the Holy Prophet. *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol 4* (3):292-320.

Saima Rashid, Soubia Khan, Awan, Abdul Ghafoor (2018). Great saints of Multan and history of their shrines and their social importance, *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol 4* (2):223- 245-